Open Access

Al-Irfan*(Research Journal of Islamic Studies)*

Published by: *Faculty of Islamic Studies & Shariah*
Minhaj University Lahore

ISSN: *2518-9794 (Print), 2788-4066 (Online)*

Volume 10, Issue 19, Jan-June 2025,

Email: alirfan@mul.edu.pk

العرفان

قبل از اسلام شہر مکہ میں معاہدات کی نوعیت وحیثیت

Treaties and Their Role in Pre-Islamic Meccan Society

Dr. Muhammad Abid Nadeem

Associate Pro. Departmenet of Islamic Studies, The Superior University, Lahore

dr.mabidnadeem@gcu.edu.pk

ABSTRACT

By nature Human Being are social. All progress made by them since human life on this planet earth is because of the social interaction with others. To strengthen this mutual interaction man has always devised some strategy so that the societal and cultural progress may be induced.

There is a great variety in the agreements in Makkan society before Islam. The agreements were for the purpose to abstain from indulging any war like situation, to stop the wars, to call others to help in any battle, to get consensus on the sanctity of some thing, to live together in a peaceful manner, to enhance the trade activities and to for the purpose to search the allies. Sometimes, a special agreement called Wilā was concluded to be the part of some powerful tribe. The purpose of all such agreements was to bring harmony in the society and to develop mutual relations.

The Makkan state had been established before the advent of Islam. The Makkan society has been strengthened through the establishment of Dār alNnadwah. To perfom various functions, so many types of agreements like Wilā, Ḥilf and Ṣulḥ were concluded so that a cooperative atmosphere may be created in any untoward situation. Muhammad (PBUH) also involved himself and abided by such agreements. Even after his migration to Madina, once he said that he would prefer to be the part of agreement like Ḥilf al Fuḍūl over gettine the red camels.

In this dissertation, the importance and categories of the agreements in the Makka will be focused on.

Keywords:

Wilā, Ḥilf and Ṣulḥ, ‘Īlāf, Dār alNnadwah, Society.

مکہ کی ابتدائی حیثیت:

مکہ شہر مغربی عرب میں یمن سے ملک شام کی طرف جانے والی شاہراہ پر واقع ہونے کی بنا پر اہمیت کا حامل تھا۔ اس راستے سے شمال میں ایلہ کے قریب جا کر ایک راستہ غزہ کی طرف نکلتا تھا جو آگے بحر اوقیانوس اور مصر کی طرف جاتا تھا۔ مکہ کے قریب سے ایک راستہ الابلہ حیرہ اور ساسانی ایران کی طرف نکلتا تھا۔ مکہ کی یہ اہمیت اس تجارتی راہ پر زمزم کے پانی کی وجہ سے قیام کی منزل ہونے کی بنا پر مزید بڑھ جاتی تھی۔ نیز مکہ کے حرم ہونے اور مقدس مہینوں میں اس کا حج کیے جانے کی بنا پر اس کی اہمیت دو چند ہو جاتی تھی جس کی بنا پر حجاج اور تجارتی قافلے مقدس مہینوں میں جان و مال کی حفاظت کی ضمانت کے ساتھ اس راہ پر سفر کرتے تھے۔ تمام قبائل اس حرمت پر یقین نہیں رکھتے تھے جو یقین نہیں رکھتے تھے انہیں المحلون اور یقین رکھنے والوں کو المحرمون کہا جاتا تھا۔ ابتدائی تاریخ میں مکہ کی کوئی خاص سیاسی اہمیت نہ تھی بلکہ یہ علاقہ حمیری حکومت کے ماتحت تھا جو نجد، بحرین اور عمان جیسے کثیر پیداواری علاقوں پر اپنا اثر و رسوخ قائم کرنا چاہتے تھے۔[1]

پانچویں صدی عیسوی تک مکہ شہر پر بنو خزاعہ کا غلبہ تھا جو یمن سے ہجرت کر کے یہاں آباد ہوئے تھے۔ قصی نے منتشر (قریشی) قبائل کو یکجا کر کے انہیں نکال باہر کیا اور جلد ہی مکہ کے یہ لوگ تجارت میں آگے نکل گئے۔ اگرچہ اہل مکہ تجارتی عروج کی طرف گامزن تھے لیکن وہ طاقت میں حمیری اور حیرہ کے لخمیوں کی نسبت کمزور تھے اور مؤخر الذکر کثیر پیداواری علاقوں پر اپنا غلبہ بڑھانے میں مصروف عمل رہتے تھے۔ چنانچہ مکہ کا ابتدائی عروج ان دو طاقتوں کے زیر سایہ پروان چڑھا۔ ثعالبی کے مطابق اہل مکہ صرف مقامی طور پر ہی تجارت کرتے تھے اور اس انتظار میں رہتے تھے کہ بیرونی تجار آئیں اور وہ ان سے تجارتی لین دین کریں۔[2]

قصی نے مکہ میں کعبہ کے قرب میں دار الندوہ قائم کیا جہاں تمام قبائل مل بیٹھتے اور اپنے مسائل کا حل تلاش کرتے۔ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات بھی یہیں منعقد ہوتی تھیں۔ جن اداروں کی بنیادیں یہاں پر رکھی گئیں ان میں

---

(1)۔ قبل از اسلام کی تفصیلی تاریخ کے لیے دیکھیں جواد علی، المفصل فی تاریخ قبل الاسلام (10 جلدیں) (بیروت، دار الساقی، 1413ھ)۔

(2)۔ قصی کی شادی چونکہ خزاعہ کے سردار حلیل بن حبشیہ کی بیٹی سے ہوئی تھی لہٰذا امکانی طور پر اسے بتدریج قوت حاصل ہو گئی ہو۔ یہ تبدیلی ایران میں بہرام گور کے عہد میں واقع ہوئی اور اس وقت حیرہ میں نعمان بن المنذر حکمران تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھیں:

الازرقی، محمد بن احمد، اخبار مکہ وماجاء فیھا من الآثار (بیروت، مکتبہ خیاط، 1964ء)، ص 50-65۔

البغدادی، احمد بن حبیب، کتاب المنمق فی اخبار قریش، خورشید احمد فارق (ایڈیٹر)، (بیروت، عالم الکتب، 1965ء)، ص 31، 83، 84۔

الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الرسل والملوک (مصر، دار المعارف، 1962ء)، 2:256۔

رفادہ(حجاج کو کھانا کھلانا) یہ اس رفادہ سے مختلف ہے جس کا مقصد دیت اور کعبہ کے نذرانوں کی جمع آوری تھی، حجابہ (تولیت کعبہ)، سقایہ (حجاج کو پانی پلانا)، لواء(علم برداری) جو قبیلہ کے سردار کے لیے مخصوص تھا اور عشر (مکہ کے باہر سے آنے والے تاجروں سے وصول کیا جانے والا ٹیکس)(1)۔ گویا یہ مناصب شہر کے اندرونی نظم وضبط کے عکاس ہیں۔ ہاشم بن عبد مناف بن قصی سے قبل اہل مکہ تجارت کے لیے باہر نہیں جاتے تھے بلکہ مکہ کے محدود وسائل پر ہی گزران کرتے تھے۔

ایلاف(تجارتی قافلوں کی حفاظت کا معاہدہ)کا آغاز:

پانچویں صدی عیسوی میں حمیری اندرونی سیاسی بحرانوں کا شکار ہو گئے، جو ان کی تجارت اور پیداواری صلاحیت میں کمی کا باعث بنا۔یوں یمنیوں کی پسپائی نے اہل مکہ کو اس میدان میں بڑھنے کا حوصلہ بخشا۔اس مقصد کے لیے ان کے پاس اس نئے کردار کے لیے کوئی ایسا ادارہ نہ تھا لہٰذا انہیں اس مقصد کے لیے اس کی ضرورت محسوس ہوئی تاکہ وہ اور ان کا مال تجارت بیرون مکہ بھیجا جا سکے۔ اس مقصد کے لیے ہاشم نے قریش اور تجارتی شاہراہ کے گرد بسنے والے قبائل کے ساتھ 'ایلاف '(2)متعارف کرایا تاکہ مکی قافلے بحفاظت آ جا سکیں۔ اہل مکہ میں اعتفاد(3)(مالی وسائل کی عدم فراہمی کی بنا پر اپنے رشتہ داروں پر بوجھ بننے کی بجائے خودکشی کرنا)کی رسم اس بات کا اظہار ہے کہ ان کے پاس وسائل کا فقدان تھا یہی ان کے ایلاف کی بنیاد تھی۔ہاشم نے اعتفاد کی اس سنگینی کو محسوس کیا جب بنو مخزوم کے ایک آدمی نے ارادہ کیا تو ہاشم نے قریش سے کہا کہ اعتفاد کا یہ عمل ہمیں کمزور اور باقی عرب لوگوں کے مقابل افرادی کمی کا شکار کرتا جارہاہے لہٰذا ہمیں باہم تجارتی شراکت داری کے ذریعہ ایک دوسرے کا ساتھ دینا چاہیے(4)۔یوں مضاربہ کی بنیاد پڑی اور باہم اشتراک کے نتیجہ میں بڑے تجارتی کارواں وجود میں آنا شروع ہوئے جس سے کم مال رکھنے والوں کے کاروبار کو بھی ایک طرح سے تحفظ حاصل ہوا۔ تجاری معاملے میں اس تنظیمی تبدیلی کے بعد تجارت کو بیرونی دنیا تک پھیلانے کے لیے ہاشم نے ایلاف کی بنیاد رکھی۔ جیسا کہ اس سے پہلے زیر بحث آیا'ایلاف' کے ذریعہ تجارتی شاہراہ پر واقع قبائل قریش کے تجارتی کارواں کو تحفظ فراہم کرتے (خرافہ)اور بدلے میں قریش تجارتی منڈیوں میں ان کا مال تجارت

---

(1)۔۔ المقدسی، مطہر بن طاہر، البدء والتاریخ (بغداد، مکتبہ المثنیٰ،1899ء)،4:126-127، طبری، تاریخ،2:260، ازرقی، اخبار مکہ، ص107

(2)۔ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ (القرآن،106:1-2)۔

(3)۔ القرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن (بیروت، موسسۃ الرسالہ،2006ء)،2:204۔

(4)۔ ایضا

فروخت کرتے اور اس کا منافع متعلقہ قبائلی سرداروں کو لوٹاتے(1)۔ یوں قریش کی تجارت کو تحفظ اور قبائل کی پیداوار کو مارکیٹ تک رسائی کے ذریعہ قبائل کی معیشت میں اضافہ ہوا اور قبائل کی معیشت قریش کی معیشت سے جڑ گئی اور قریش کے اثر و رسوخ میں اضافہ ہوا جس سے مکہ میں تجارت پیشہ اور باہر سے آکر آباد ہونے والے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔

ہاشم نے شام تک کی تجارتی شاہراہ پر واقع قبائل کو ایلاف کی لڑی میں جمع کیا اور بازنطینی حکومت کو قریش کو عربی تجار کے طور پر تسلیم کرنے پر قائل کیا کہ ان کا لایا ہوا کپڑا اور تجارتی مال باقیوں کی نسبت سستا اور معیاری ہوتا ہے(2)۔ چمڑا طائف اور اس کے ارد گرد کے قبائل جبکہ کپڑا یمن کے شہروں بالخصوص نجران اور صنعا میں پیدا ہوتا تھا۔ اس طرح مکی تجار مصر، غزہ (جہاں ہاشم کی وفات ہوئی) اور بصریٰ کی طرف بحفاظت سفر کرتے اور بصریٰ سے گندم کی درآمد کرتے۔ ہاشم کی قائم کردہ روایت کو ان کے بھائیوں نے آگے بڑھایا، نوفل نے عراق کے ساتھ تجارت بڑھائی (ان کی وفات ایک سفر کے دوران حیرہ کے قریب ہوئی)، عبد شمس نے حبشہ اور عبد المطلب نے یمن کی طرف تجارت کو فروغ دی

حلف (دوستی / رشتہ داری) اور جوار (ہمسائیگی) کا آغاز:

تاریخی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ مکی تجار بحیرہ احمر اور اس سے آگے تک تجارتی جہاز لے کر سفر کرتے تھے۔ یوں ہاشم کے اس عمل نے مکی تجارت کو بین الاقوامی اور مکی دولت میں اضافے کا باعث بنا دیا۔ مکہ سے باہر اہل مکہ کے تعلقات نے جہاں مغربی ایشیا میں ان کے کردار کو بڑھاوا دیا وہیں اس بین الاقوامی نوعیت کے پیش نظر نئے اداروں کی ضرورت محسوس کی گئی۔ اس مقصد کے لیے حرم اور ایلاف کے ساتھ حلف کے معاہدہ کا اجرا کیا گیا تاکہ مختلف قبائل کے ساتھ معاہدوں کے ذریعہ قریشی کاروان نئے علاقوں اور نئی تجارتی منڈیوں کی طرف گامزن ہو سکیں۔ ان معاہدوں کو مشرق میں بنو تمیم اور وسط عرب میں کندہ قبیلے میں شادیوں کے ذریعہ مستحکم کیا گیا۔ ایسے معاہدے قریشی تجار کو ان علاقوں میں بھی تحفظ بخشتے جہاں ایلاف کی عملداری نہیں تھی۔ مکہ کے قریب آباد قبائل کو جوار(3) کے تصور سے اپنے ساتھ ملا لیا گیا۔ حلف اور جوار بیرون مکہ کے ساتھ اندرون مکہ بھی کیے جاتے جہاں انفرادی سطح پر اپنے تعلقات کو وسیع کیا

---

(1)۔ ابن حبیب،، کتاب المنمق، ص33۔

M. J. Kister, "Mecca and Tamim," Journal of the Economic and Social History of the Orient, 8 (1965), 113-163.

(2)۔ ابن حبیب، **کتاب المنمق**، ص32۔

(3)۔ لفظی اعتبار سے جوار سے مراد پناہ یا تحفظ ہے جو کسی کو اس کے دشمن کے مقابل فراہم کیا جاتا تھا۔

جاتا۔بیرونی مکہ میں اپنے ہم پلہ تاجر کے ساتھ حلف کا معاہدہ کرتے، یوں اندرون اور بیرون تعلقات مستحکم کیے جاتے، مختلف قبائل کا بنو فہر کی صورت جمع ہونا اسی کی طرف اشارہ ہے۔ جس کے بعد مکی ریاست میں سرگرم بنو عدی کے ساتھ حلف کی ضرورت ختم کر دی۔(1)

حلف اور ولاء کے مکی سماج پر اثرات:

حلف کے ذریعہ جہاں طاقت کا توازن قائم کیا جاتا وہیں اس سے ایک مخصوص طبقہ بھی جنم لے رہا تھا، مکی معیشت میں بھی کثیر الجہتی پیدا ہو رہی تھی۔ان سے قبائل کے اندر کے تعلقات متاثر بھی ہوئے نیز امیر تجار جو زیادہ تر قبائل کے سردار تھے، معاشرہ کا غالب طبقہ بن کر ابھرا۔ ان کے بعد قبائل کے ان آزاد افراد کا درجہ تھا جو آزادانہ کسی فن اور پیشے کو اختیار کر سکتے تھے۔قبیلہ کی طاقت کا بنیادی انحصار قبیلے کے افراد پر ہی تھا۔ موالی(2) کا درجہ ان کے بعد تھا جو قبیلے کے سردار یا کسی فرد سے متعلق ہوتے تھے اور یہ عرب اور غیر عرب دونوں تھے جو یا تو مکہ آئے ہوتے یا بطور غلام لائے جاتے۔ کسی شخص کا مولیٰ مخصوص شرائط کی بجا آوری کے بعد ہی ولایت سے خارج ہو سکتا تھا۔اور پھر وہ حلف کے ذریعہ کسی کے ساتھ وابستگی اختیار کر سکتا تھا۔ سب سے کمتر درجہ کنیز، غلام اور ان کی اولاد 'مولدون' کا تھا۔ یہ عرب اور غیر عرب دونوں طرح کے ہوتے، کبھی جنگوں میں قیدی بنائے گئے ہوتے، کبھی قرض (سود) میں جکڑے جانے کی بنا پر اور کبھی زر خرید (3)۔غلام گھریلو یا مالی ذمہ داری نبھاتا۔کنیزوں سے قحبہ گری بھی کروائی جاتی جیسا کہ بنو کلب دومۃ الجندل کے تجارتی مرکز میں ان کو استعمال کرتے(4)۔غلاموں کی آزادی کا بھی مخصوص طریقہ کار تھا اور مالک ان کو آزاد بھی کر سکتا تھا حکیم بن حزام سالانہ ایک سو غلام بطور صدقہ آزاد کرتے تھے(5)۔جہاں مکہ کی روز افزوں معیشت سے تعلقات میں پیچیدگی آرہی تھی وہیں مکہ میں آباد کار بھی اس پیچیدگی کا باعث تھے، امیر کسی کے ساتھ شراکت داری قائم کرنے آتے جبکہ غریب بالعموم کسی مکی تاجر کے مقروض ہوتے اور قبائل انہیں اپنی مجموعی دولت کے لیے خطرہ سمجھتے(6)

---

(1)۔ابن حبیب، کتاب المنمق، ص331-332۔

(2)۔ایسے افراد کسی قبیلہ سے باہر کے ہوتے لیکن ان کے ساتھ رشتہ ولا قائم کر کے اس قبیلے کا حصہ بن جاتے۔

(3)۔القسطلانی، شہاب الدین احمد، ارشاد الساری فی صحیح البخاری (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1996ء)، 315:4، المفصل، 46:7۔

E. Wolf, (1951), Social Organization of Mecca and the Origins of Islam, *Southwestern Journal of Anthropology*, *7*(1), 329-536.

(4)۔النیسابوری، علی بن احمد، اسباب النزول القرآن (الریاض، دار المیمان للنشر والتوزیع، 2005ء)، ص328، 326۔

(5)۔القسطلانی، ارشاد الساری، 316:4۔

(6)۔ابن حبیب،، کتاب المنمق، ص37

اور وہ اپنا قبیلہ چھوڑ کر مکہ آ جاتے۔ ان کی یہ ہجرت قبیلے سے قطع تعلقی کے ساتھ ساتھ ایسے معاشرے کی طرف ہجرت ہوتی جو پہلے ہی دولت کی بنا پر طبقات میں منقسم تھا۔ جس سے قبائلی سرداروں کو اپنے افراد پر قابو رکھنے اور ان کی کفالت جیسے مسائل کا بھی سامنا رہتا تھا۔ اس تجارتی معیشت میں بہت سارے خدام مثلا سامان اٹھانے والے، راہنمائی کرنے والے، محافظ، چرواہے، خدام، مسخرے اور تجارتی امور کے ماہرین بھی شامل تھے۔ اس طرح تجارتی ترقی کے لیے سماجی طبقات کے قیام کے ساتھ مختلف النوع خدمت گاروں کا بھی ایک طبقہ پیدا ہو چکا تھا۔ کچھ روٹی پکا کر مکہ کی گلیوں میں بیچتے، کچھ درزی، بڑھئی، تیر بنانے والے، قصاب اور بعض خود تاجر تھے بالخصوص جو شراب، تیل، گندم کپڑا اور دوسری درآمدی چیزوں کے کاروبار سے وابستہ تھے۔ ایسا مزدور طبقہ بھی تھا جو مکہ کے بازاروں میں مزدوری کرتا اور ایسے مفلس لوگ(یعرفنا بالافلاس) بھی تھے جو امیر تجار کی سخاوت پر ہی انحصار کرتے تھے۔[1]

تجارتی منڈی ہونے کی بنا پر مکہ کو کئی خطرات درپیش تھے مثلا مکہ میں آبادکاری، قبائلی ڈھانچے میں تبدیلی، نئے اتحادیوں کی شمولیت، زیر کفالت افراد کی تعداد میں اضافہ اور خود تجارتی مسابقت کیونکہ تجارتی توازن بدلتا رہتا تھا۔ مکہ میں دولت کی جمع آوری اور تجار کی کثرت نے مکہ کی طاقت کو تمام قبائلی سرداروں کی بجائے ایک ذات میں جمع کر دیا تھی نیز دولت کی اس کثرت نے سقایہ، رفادہ اور صدقہ کے علاوہ مصارف کی ضرورت بھی اجاگر کی۔ مکہ کی بڑھتی آبادی اور بالخصوص محروم طبقہ کی کثرت امراء کو غیر پیداواری مصارف پر پیسہ خرچ کرنے پر مجبور کرتی جس سے قبائلی عصبیت بھی متاثر ہوتی اور اس طرح خوراک کی ذخیرہ اندوزی کا رجحان بھی پروان چڑھا۔[2]

ایلاف کی بنا پر مکی طاقت کا ارتقاء

اس سے قبل زیر بحث آ چکا ہے کہ مکہ کی طاقت میں اضافہ کی وجہ اس کا تجارتی شاہراہ پر واقع ہونا تھا، مکی تجار کم ہی باہر جانا پسند کرتے تھے جس وجہ سے ان کی تجارت میں یک گونہ کمی ضرور ہوتی تھی۔ اس سے قبل یمن اور حیرہ کا ارد گرد کی عرب دنیا پر مضبوط غلبہ تھا۔ جس میں مکہ محض ایک منزل کا درجہ رکھتا تھا۔ لیکن ایلاف نے اس صورتحال کو بدل کے رکھ دیا اب مکی تجار بین الاقوامی تجارت میں سرگرم حصہ دار تھے جو مصر، شام، یمن اور حبشہ کی طرف سفر کرتے۔ وہ اندرون عرب بھی کئی تجارتی مراکز میں جاتے، انہوں نے دور دراز قبائل کے ساتھ اتحاد قائم کیے اور یوں اپنی تجارت اور قبائل پر اپنے اثر ورسوخ میں اضافہ کیا۔ مکہ میں دولت کا ارتکاز ہونے لگا اور یوں مکی تجار کا اثر بھی جزیرہ نما

---

(1)۔ پیشوں کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، احمد بن عمر بن رستہ، (1892ء)، الاعلاق النفیسہ، بیروت، دار صادر، ص 215-216۔
ابن قتیبہ، عبداللہ بن مسلم، (1969ء)، کتاب المعارف، قاہرہ، دار المعارف، ص 575۔

(2)۔ ازرقی، اخبار مکہ، ص 363؛ مالک بن انس، (2011ء)، المؤطا، کراتشی، مکتبہ البشریٰ، ص 451

عرب میں بڑھنے لگا۔ مکی دولت بڑھتی رہی اور اہل مکہ نے مؤثر حکمت عملی سے اپنی دولت اور سیاسی اثرورسوخ میں اضافہ کیا۔ اس کی واضح مثال ان کے طائف والوں کے ساتھ تعلقات ہیں جو کہ مکہ کے قریب ترین شراب اور چمڑے کی کثیر پیداوار والا شہر تھا۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ اہل مکہ اپنی طاقت کے زعم میں وادی وج کے معاملہ میں شہر طائف کے بنو ثقیف کے بھی مقابل کھڑے ہو گئے۔ ان کا کہنا تھا کہ وادی وج میں جائداد کی خرید کا حق قریش کو بھی ملنا چاہیے۔ فطری طور پر بنو ثقیف نے اپنے آباؤاجداد کی محنت کا ثمر اس زرخیز خطہ پر قریش کو حق دینے سے انکار کر دیا۔ اس کے رد عمل میں قریش نے دھمکی دی کہ انکار کی صورت میں وہ حرم میں بنو ثقیف کا داخلہ بند کر دیں گے اور اس دھمکی پر عمل کے طور پر انہوں نے اپنے اتحادیوں کو متحرک کیا۔ بنو ثقیف قریش کی اس دھمکی کا سامنا نہ کر سکے اور انہوں نے قریش کی اس خواہش کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔[1]

اس کے بعد قریش نے یہاں خوب سرمایہ لگایا حتیٰ کہ ساتویں صدی عیسوی تک مکہ کے قریباً ہر تاجر کی یہاں جائداد تھی۔[2] مکہ سے باہر قریش اپنی طاقت کا اظہار کرتے رہتے تھے، اس کی ایک مثال نجران اور یمن کی طرف جانے والے تجارتی راستے پر تہامہ میں موجود بنو لیث کے خلاف لڑی جانے والی 'یوم ذات نکیف' کی جنگ ہے۔ اس جنگ کا آغاز بنو قارہ کے سردار عواف کے اونٹوں کے ریوڑ پر حملے سے ہوا جو کہ قریش (بنو مخزوم) کا حلیف تھا۔ اس واقعہ میں اس کے بیٹے کے مارے جانے اور تیس اونٹ چھن جانے پر وہ قریش سے مدد کا طالب ہوا۔ قریش نے ابتدا میں بات چیت سے مسئلہ حل کرنا چاہا لیکن بے سود، چنانچہ انہوں نے اپنے اتحادیوں کے ساتھ مل کر ذات نکیف میں بنو لیث پر حملہ کر دیا، اتحادیوں کی تعداد زیادہ تھی، بنو لیث پسپا ہو کر حرم میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے، قریش نے اس شرط پر انہیں جانے دیا کہ وہ تہامہ سے دور کسی علاقے کی طرف نکل جائیں۔[3] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مکہ قصی کے مکہ سے کہیں زیادہ طاقتور حیثیت اختیار کر چکا تھا۔ ایلاف کے بعد وہ اتنے مالدار ہو گئے تھے کہ اپنے اتحادیوں کے زور پر وہ طائف میں جائدادیں خرید رہے تھے۔ مکہ کی اسی طاقت کو محسوس کرتے ہوئے بنو لیث نے ان کے قریبی قبائل پر اثر کو کم کرنے کے لیے ان کے حلیف پر حملہ کیا تھا۔ اقتصادی سرگرمیوں میں اضافے اور مکہ کو کاروباری مرکز بنانے کی بنا پر مکہ کی سیاسی قوت بھی بہت بڑھ گئی تھی۔

---

(1)۔ ابن حبیب، کتاب المنمق، ص28، 281

(2)۔ البلاذری، احمد بن یحیٰ، (1987ء)، فتوح البلدان، مصر، شرکۃ طبع الکتب العربیۃ، ص66، البلاذری، (1974ء)، انساب الاشراف، بیروت، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، ص1:139، 142۔

(3)۔ البلاذری، انساب الاشراف، 1:75؛ ابن حبیب، کتاب المنمق، ص124۔

مکی طاقت کے خلاف رد عمل:

مکہ کی اس بڑھتی ہوئی طاقت کو ہمسایہ بازنطینی اور ساسانی حکومتوں نے محسوس کیا۔ چنانچہ اپنے اتحادیوں سے مل کر اہل حبشہ اور بنولخم نے مکہ پر اپنا غلبہ پانا چاہا۔ لخمی حکمران قباذ نے اپنے حلیب بنو کندہ کے الحارث سے کہا کہ وہ مکہ پر اپنی گرفت قائم کرے۔ حارث قریش اور دیگر قبائل کی دشمنی نہیں لینا چاہتا تھا لہٰذا اس نے انکار کر دیا اور قباذ بھی اپنی دیگر مصروفیات کی بنا پر ادھر توجہ نہ کر سکا، تاہم اہل حیرہ حجاز کے دیگر علاقوں بطور خاص یثرب پر اپنے کنٹرول کے لیے کوشاں رہے۔[1]

بازنطینیوں نے دو کوششیں کیں، پہلی یمن کے حکمران ابرہہ کے ذریعہ۔ ابرہہ نے مآرب ڈیم کو مرمت کیا اور وہ مکی تجارت کو محدود کر کے یمنی تجارت کو فروغ دینا چاہتا تھا۔ اس مقصد کے لیے اس نے صنعا شہر میں 'قلیس' نامی گرجا تعمیر کیا تاکہ کعبہ کا مقابلہ کیا جاسکے، لیکن واضح طور پر قلیس کا کعبہ سے کوئی مقابلہ نہ تھا اور مکی تجارت بھی روز افزوں تھی، چنانچہ اس نے کعبہ کے انہدام کا ارادہ کیا۔ وہ عرب قبائل پر مشتمل فوج کے ساتھ 570ء عام الفیل (محمد ﷺ کی پیدائش کا سال) میں طائف سے گزرتا ہوا شمال کی طرف بڑھا[2]۔ مکہ کے قریب اس کی فوج منتشر ہو گئی تاہم وہ واپس پلٹنے میں کامیاب ہو گیا، اس کی فوج کے بیشمار سپاہی مکہ ہی میں رہ گئے تاکہ وہ اہل مکہ کے جانور چرانے کی خدمت پا سکیں۔[3] دوسری کوشش 575ء میں کی گئی جس کے رد عمل میں ساسانیوں نے بازنطینیوں کی یمن کی راجدھانی صنعا کو اپنی باجگزار بنالیا، اس کوشش میں ایک مکی عثمان بن الحویرث بازنطینی حکومت کے تحت حکمران بننا چاہتا تھا لیکن اہل مکہ کی شدید مزاحمت نے اسے یہ خیال ترک کرنے پر مجبور کر دیا[4]۔ چنانچہ مکہ بیرونی طاقتوں کے اثر سے پاک اقتصادی اور سیاسی ترقی کی منزلیں طے کرتا رہا۔

---

1 M. J. Kister,(1968), Al-Hira: Some Notes on Its Relations with Arabia, *Arabica*, *15*(1), 145-169.

(2) ۔اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے: الفیل 105:1-5

(3)۔ الازرقی، اخبار مکہ، ص97، مزید تفصیل ملاحضہ ہو:

M. J. Kister, (1972), Some Reports Concerning Mecca from Jahiliyya to Islam, *Journal of the Economic and Social History of the Orient*, *15*(1), 61-93.

نیز قرآن کریم میں سورہ الفیل میں اس واقعہ کی طرف اشارہ موجود ہے القرآن، 105:1-5۔

(4)-زبیر بن بکار، (1381ھ)، جمھرۃ نسب قریش واخبارھا، مصر، شرکہ الکتب العربیہ، ص428-430، الفاسی، محمد بن احمد، (1965ء)، شفاء الغرام باخبار البلد الحرام، مکہ، مکتبۃ النھضۃ الحدیثۃ، ص11، 108 سے آگے۔

Watt, W. (1951), *M. Muhammad at Mecca*, Oxford; Oxford University Press. pp. 15-16

حمس[1](مکہ کے قرب میں بسنے والوں کو اپنی معاشرت کا حصہ بنانا)کا آغاز:

ابرہہ کی شکست کے الوہی فیصلے نے کعبہ کی حرمت و عظمت کو چار چاند لگا دیے اور اب عرب پہلے کی نسبت کہیں زیادہ کعبۃ اللہ اور رسومات حج کی تعظیم کرنے لگے، چنانچہ قریش اہل اللہ قرار پائے، اپنی اس منزلت کی بنیاد پر قریش نے حمس کا تصور پروان چڑھایا جس کی رو سے مکہ کے قرب وجوار میں موجود (بنو عامر بن صعصعہ) کو قریش کا قریبی حلیف قرار دیا گیا۔ حمس کا درجہ محرمون سے کمتر تھا، چنانچہ اس سے قریش کے وقار اور عظمت میں اور اضافہ ہو گیا۔ حمس کے تصور کے پیش نظر قریش نے یہ عقیدہ پھیلایا کہ انہیں وقوف عرفات کی خاطر شہر سے باہر جانے کی حاجت نہیں۔ اہم نکتہ یہ کہ قریش نے باہر سے آنے ولے حجاج پر پابندی عائد کر دی کہ وہ باہر سے شہر میں کھانا اور کپڑے نہیں لا سکتے کہ یہ شہر کی حرمت کے خلاف ہے، نتیجتا لوگ انہی سے کپڑا اور کھانا خریدنے پر مجبور تھے، جس سے ان کی دولت میں اضافہ ہوتا[2]، اسی عمل کو سوق عکاظ (عکاظ حرم کے کنارے پر واقع تھا اور یہ قریش کے کنٹرول میں تھا) کے قائم کرنے میں نمایاں حیثیت دی گئی[3]۔ اس بازار میں تجار خرید و فروخت کے لیے آتے، شعراء اپنا کلام پیش کرتے، عرب سردار اپنے نمائندوں کے ذریعہ اپنا سامان تجارت بھیجتے۔ ہر طرح کے جانوروں کی خرید و فروخت ہوتی، یمنی کپڑے، خوشبوئں، تلواروں اور چمڑے کے ساتھ ساتھ مصری، شامی، عراقی اور حبشہ کے سامان کی بھی تجارت ہوتی تھی[4]۔ یہ قبل از اسلام کی نمایاں ترین منڈی بن گئی اس بازار اور مکہ کے نواح میں اپنے خداؤں کے ساتھ باقی تمام قبائل کے بت رکھنے سے مکہ عرب کے تمام لوگوں کا مرکز بن گیا۔ عکاظ اور اس کے پڑوس میں واقع مجنہ اور ذوالمجاز کی منڈیوں اور کعبہ کی عظمت کے پہلو میں مکہ کی ترقی کو روکا نہیں جا سکتا تھا۔

مختلف معاہدوں کے قریش کو حاصل ہونے والے فوائد:

اہل حبشہ کے انخلا کے بعد اہل مکہ نے یمن کے ساتھ تجارتی روابط دوبارہ بحال کیے۔ سیف بن ذی یزن نے مکی وفد کا شاندار استقبال کیا اور انہیں قیمتی تحائف سے نوازا اور ان کے تجارتی قافلوں کے لیے محفوظ گزر گاہیں یقینی بنائیں، جس کے بعد مکہ یمنی تجارت میں حیرہ کے برابر آ گیا تھا۔ اس مقابلہ کا نتیجہ حروب فجار کی صورت میں نکلا جو حیرہ اور

(1) ۔ اصلا حمس سے مراد قریش کی طرف سے پیش کیا جانے والا یہ تصور تھا کہ وہ باقی قبائل پر مذہبی اور معاشرتی طور پر فائق ہیں

(2)۔ البغدادی، محمد ابن حبیب، (1361ھ)، کتاب المحبر، بیروت، دار الافاق الجدیدہ، ص178، الجذری، محمد ابن اثیر، (1938ء)، الکامل فی التاریخ، حیدر آباد دکن، دار الطبع جامعہ عثمانیہ، 42:1

3 Kister, " Some Reports Concerning Mecca from Jahiliyya to Islam," p. 76-

(4)۔ المرزوقی، احمد بن محمد، کتاب الازمنہ والامکنہ (بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1332ھ)، 165:2 سے آگے۔

اس کے وسطی عرب میں اتحادیوں کے خلاف (580ء)لڑی گئیں۔ ان جنگوں کا آغاز لخمی حکمران المنذر کے سالانہ تجارتی قافلے (لطیمہ) پر قریش کے ایک اتحادی (حرب بن امیہ کے حلیف) کی طرف سے عکاظ کے قریب حملے سے ہوا۔ قریش اور ان کے اتحادیوں کی حیرہ پر شاندار فتح نے اہل مکہ کے لیے تمام تجارتی راستے خصوصا جو نجد کو یمن سے ملاتے تھے، پر بلا شرکت غیرے حکمرانی بخش دی تھی[1]۔ اس فتح کے بعد مکی تاجروں نے یمنی تاجروں کو حرم سے دور کرنا شروع کر دیا[2]۔ اہل مکہ نے اپنی تجارت اور تعلقات کو بڑھانا شروع کیا، حروب فجار نے حیرہ کی سلطنت کو روبہ زوال کر دیا تھا، بعد میں مشرق میں پائے جانے والے عرب قبائل نے اس کو تباہ کر دیا اور حیرہ کے شہر ذو قارہ میں موجود ایرانی چھاؤنی بھی (602ء میں) روند ڈالی۔ چنانچہ حیرہ کے زوال اور یمنیوں کے حرم سے اخراج کے بعد وسطی عرب میں مکہ واحد اقتصادی اور مذہبی مرکز بن گیا۔ چھٹی صدی عیسوی کے اختتام اور ساتویں صدی عیسوی کے آغاز پر مکی تاجر عہد ایلاف کے تاجروں کی نسبت اقتصادی اور سیاسی اعتبار سے تیزی سے ترقی کر رہے تھے۔

خاندانی کشمکش:

خزاعہ کے بعد مکہ پر تنہا قصی کا اقتدار دکھائی دیتا ہے۔ اس نے کچھ قبائل کو جوار کعبہ میں رہنے کی اجازت دی جو قریش البطائح کہلائے جبکہ گرد و نواح میں بسنے والے قریش الظواہر کہلائے۔ چنانچہ قصی کے زمانے سے ہی قرب کعبہ میں آباد قبائل کو یک گونہ فضیلت حاصل رہی۔ اپنی وفات سے قبل اس نے تمام مناصب عبد مناف اور عبد العزیٰ کی بجائے اپنے بیٹے عبد الدار کے سپرد کر دیے کیونکہ ذرائع کے مطابق اسے دولت میں ان جتنا حصہ نہیں دیا گیا تھا۔ عبد الدار کے عہد میں قریش البطائح میں ہم آہنگی رہی، اس انتظام پر عبد مناف کی اولاد بنو ہاشم اور بنو عبد شمس مطمئن نہ تھے۔ بظاہر لگتا ہے کہ ایلاف کے ذریعہ بنو عبد مناف کی طاقت اور دولت بڑھنا شروع ہوئی بالخصوص عبد شمس اور ہاشم اس میں پیش پیش تھے۔ بنو عبد مناف نے افرادی اور مالی طاقت کے حصول کے بعد بنو عبد الدار سے کعبہ کی چابیوں کی حوالگی کا مطالبہ کیا کیونکہ وہ ولایت کعبہ کا منصب عظیم حاصل کرنا چاہتے تھے۔ کلید بردار عبد اللہ بن عبد العزیٰ نے انکار کیا، نتیجتا قریش دو گروہوں (بنو عبد الدار الاحلاف اور بنو عبد مناف المطیبون) میں بٹ گئے۔ الاحلاف میں بنو عبد الدار، بنو جمح، بنو سہم، بنو عدی اور بنو مخزوم جبکہ المطیبون میں بنو ہاشم، بنو عبد شمس، بنو زہرہ اور بنو تیم شامل تھے۔ جنگ سے بچنے کے لیے باہم مشورے سے المطیبون کو رفادہ اور سقایہ کے مناصب جبکہ الاحلاف کے پاس تولیت کعبہ، لواء اور دار الندوہ کے مناصب

1 Watt, Muhammad at Mecca, pp. 11, 14

(2)۔ ابن حبیب،، کتاب المنمق، ص 45-49۔

Watt, Muhammad at Mecca, p. 15.

رہے[1] ۔یوں مکہ کے عالی طبقے میں ان مناصب کی تقسیم سے ایک تفریق پیدا ہو گئی۔ یہ خاندان باہم رشتہ داریوں سے جڑے ہوئے تھے۔ تاہم ان گروہوں بنو ہاشم، بنو مخزوم اور بنو عبد شمس کے درمیان طاقت کے حصول کی کشمکش جاری تھی ۔

پہلی چپقلش ایک اونٹنی کی وجہ سے بنو عبد شمس اور بنو عدی میں شروع ہوئی۔ ایک دن عبد شمس کی ناقہ گم ہو گئی اور کوشش کے باوجود نہ مل پائی تو اس نے اعلان کیا کہ جو اس کے بارے میں بتائے گا اسے انعام دیا جائے گا، بنو عدی سے تعلق داری رکھنے والے ایک شخص نے بتایا کہ ناقہ عامر بن عویج بن عدی نے ذبح کر لی ہے اور اس کی کھال اس کے صحن میں موجود ہے۔ یہ سن کر عبد شمس اپنے حمایتیوں کے ساتھ عامر کے گھر کی طرف گیا جہاں اس بات کی تصدیق ہو گئی۔ اس معاملے کو اپنی عزت اور مال پر حملہ سمجھتے ہوئے عبد شمس نے عامر کو یرغمال بنالیا اور کہا کہ وہ اس کی ساری جائداد پر قبضہ کرلے گا اور چوری پر اس کو قطع ید کی سزا دے گا۔ بنو عدی عبد شمس کے عامر کی دولت پر قبضے اور عامر کی شہر بدری پر راضی ہو گئے۔ جب عامر شہر سے نکل رہا تھا تو بنو سہم نے مداخلت کر کے اسے بنو سہم کے محلے میں ٹھہرالیا۔ عبد شمس نے کوئی اعتراض نہ کیا۔ اس واقعہ سے بنو سہم اور بنو عدی کے درمیان اسلام کی آمد تک مضبوط دوستی قائم رہی[(2)]۔

بنو امیہ کا عروج:

عبد شمس کی قیادت امیہ کو منتقل ہوئی جس کے نام پر بنو امیہ قبیلہ وجود میں آیا۔ امیہ کا گزر گاہ کے معاملے پر بنو زہرہ سے جھگڑا ہوا، امیہ وہب بن عبد مناف کو غصہ دلانے کے لیے اس کے گھر سے گزرا، جب وہ بار بار گزرتا تو وہب نے اسے دوسرا راستہ اختیار کرنے کو کہا، امیہ کے انکار پر جھگڑا ہوا اور امیہ زخمی ہو گیا۔ اس سے بنو امیہ کو وجہ مل گئی اور انہوں نے وہب کی شہر بدری کا مطالبہ کیا جو بنو زہرہ کو ماننا پڑا لیکن بنو جمح اور بنو سہم کی مداخلت پر یہ معاملہ دب گیا، تاہم امیہ نے وہب کی کچھ جائداد (مکان) ضبط کرلی جو بعد میں دار صفوان کے نام سے مشہور ہوئی[(3)]۔

اس واقعہ سے کچھ چیزیں نمایاں ہوتی ہیں

1۔ سرداری باپ سے بیٹے کو منتقل ہوتی۔

2۔ کچھ افراد قبیلہ اتنے غریب تھے کہ چوری پر مجبور ہو جاتے۔

3۔ کچھ افراد اتنے کمزور تھے کہ ان کے گھر میں رستہ بنالیا جاتا اور مزاحمت پر انہیں شہر بدر ہونا پڑتا۔

---

(1)۔ابن هشام، محمد بن عبد الملک، (1974)، السیرۃ النبویہ، قاہرہ، دار الحدیث، 1/120

Watt, Muhammad at Mecca, p. I1

(2)ابن حبیب، کتاب المنمق، ص80

(3)۔ نفس مصدر، ص40سے آگے، ازرقی، اخبار مکہ، ص453۔

4۔ بنو امیہ مختلف قبائل کے ساتھ چپقلش میں تھے۔

5۔ ہر مرتبہ ان کا جیت جانا، ان کے مکہ شہر میں اخلاقی اور مادی اثر و نفوذ میں اضافے کا باعث بن رہا تھا۔

یوں ان کی طاقت بڑھتی رہی، تجارتی کشمکش میں حرب بن امیہ اور عبد المطلب کے درمیان بھی کشمکش رہی۔ حرب نے نجران کے یہودی تاجر 'اذینہ' کو جو تہامہ میں تجارت کرتا تھا مروانے کی سازش کی، یہودی کے عبد المطلب کے جوار میں ہونے کی بنا پر عبد المطلب کے کھوج لگانے پر اس کا ذمہ دار حرب ٹھہرا۔ جس پر دونوں نے بنو عدی کے ایک شخص کو اس معاملے میں حکم مقرر کیا۔ حکم کے عبد المطلب کے حق میں فیصلہ کرنے پر حرب نے اپنے اتحادیوں کو اس کے خلاف متحرک کیا جس کے مقابلے میں بنو سہم اور بنو عدی اپنے آدمی کے ساتھ کھڑے ہوگئے۔ بنو زہرہ اور بنو ہاشم بھی فیصلے پر عبد المطلب کے شانہ بشانہ کھڑے ہو گئے۔ جنگ تو ٹل گئی لیکن اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ 'المطیبون' میں بھی طاقت کا توازن بدل رہا تھا۔

منادمہ (ہم پیالہ و ہم نوالہ ہونا) کا خاتمہ:

حرب اور عبد المطلب کے درمیان 'منادمہ' (پکی دوستی) ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی، بنو امیہ اور بنو نوفل ایک طرف جبکہ بنو ہاشم، بنو تیم اور بنو زہرہ دوسری طرف کھڑے ہوگئے۔ اس کے بعد بتدریج بنو امیہ اور بنو نوفل، بنو ہاشم سے دور ہوتے گئے[1]۔

منافرہ کا پروان چڑھنا:

عبد المطلب اور نوفل کے درمیان منافرہ سے 'المطیبون' کے درمیان اس تقسیم کا اظہار ہوتا ہے۔ بنو ہاشم کو مکہ میں 'ارکاح' نامی کچھ وراثتی زمین ملی، بعد میں نوفل بن عبد مناف نے بنو امیہ کی مدد سے اس پر اپنا دعویٰ جتایا اور اپنے ایک بیٹے کو وہ زمین دے دی۔ عبد المطلب چونکہ اکیلے ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے لہٰذا انہوں نے اپنے اتحادیوں کو پکارا لیکن کسی بھی قد آور شخص نے ان کا ساتھ نہ دیا[2] مدد کی طلب میں عبد المطلب یثرب میں بنو نجار کے پاس پہنچے، عبد المطلب کو مکہ میں مخالف قبیلے بنو خزاعہ سے بھی اتحاد کرنا پڑا جو کہ اس وقت محکومی کی زندگی گزار رہے تھے۔ بنو خزاعہ نے اس واقعہ پر مجلس مشاورت بلائی اور کہا کہ وقت نے ہمارے اور قریش کے درمیان نزاع کے زخم کو مندمل کر دیا ہے، انہوں نے عبد المطلب کے ساتھ اتحاد کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان کا ایک وفد اس پیشکش کے ساتھ عبد المطلب کے پاس

(1)۔ البلاذری، انساب الاشراف، 1:73؛ ابن حبیب،، کتاب المنمق، ص94 سے آگے

(2)۔ ابن حبیب، کتاب المنمق، ص85۔

پہنچا جسے انہوں نے فوراً قبول کر لیا۔ پھر دونوں وفود دارالندوہ میں جمع ہوئے اور اتحاد قائم کیا جسے شادی کے بندھن سے مستحکم کیا گیا[1] مطیبون کے حلقہ سے بالا بالا اس اتحاد میں بنو امیہ اور بنو نوفل میں سے کسی نے بھی شرکت نہ کی۔ چنانچہ بنو ہاشم کے اس عمل سے 'مطیبون' کے حلقہ میں بنو امیہ کا رسوخ اور بڑھ گیا کہ بنو ہاشم قریش سے باہر قریش ہی کے خلاف کسی سے اتحاد پر مجبور ہوئے۔ بنو خزاعہ کے ساتھ اس اتحاد سے وہ حکمران حلقے سے رفتہ رفتہ باہر ہو گئے۔ ابھرتے ہوئے طاقتور ترین گروہ کے طور پر بنو امیہ کا ٹکراؤ رفتہ رفتہ 'احلاف' کے سرکردہ قبیلے بنو مخزوم سے شروع ہو گیا۔ ابتدائی نزاع مکہ سے نکالے گئے بنو لیث کی وجہ سے شروع ہوا۔ ان کے انخلا کے تین سال بعد ان سے قریش کی خونی جنگ شروع ہوئی۔ بنو مخزوم سے عاص بن وائل اور ہشام بن مغیرہ نے کچھ حامی اکٹھے کیے اور سعید بن عاص (جسے ابو احیحہ بھی کہا جاتا ہے) سے بنو لیث کے خلاف اس کی اور بنو امیہ کی مدد کے طالب ہوئے۔ ابو احیحہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اس کا ماں کی طرف سے نسبی رشتہ بنو لیث سے ملتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس نے بنو لیث کے ایک شخص عمرو بن عبد العزیٰ کو پناہ دیدی جو کہ مفرور تھا اور عاص اور ہشام نے اسے ڈھونڈ نکالا تھا۔ بنو امیہ کی مدد کے بغیر مخزومی فوج بنو لیث کی طرف بڑھی، جب وہ مشلل کے مقام پر پہنچے تو ان کے درمیان خونی جنگ شروع ہو گئی، عاص مارا گیا اور مکی فوج کو شکست ہوئی، اس تباہی میں مزید اضافہ اس وقت ہوا جب لیثی عمرو اپنی پناہ گاہ کا پتہ چل جانے پر نکلا اور شہر کے قریب قریشیوں پر حملہ آور ہونے کے لیے بڑھا۔ ابو احیحہ کی کوششوں نے جنگ دوبارہ شروع ہونے سے بچا کر انہیں ایک سمجھوتے پر راضی کر لیا[2]۔

یہی صورتحال بنو ہاشم اور احلاف کے درمیان یوم الغزال کی جنگ میں پیش آئی جو کہ کعبہ کے تقدس پر حملے کی وجہ سے لڑی گئی جبکہ وہاں سے ایک ہرن چرا لیا گیا۔ شروع میں تو بنو امیہ نے احلاف کا ساتھ دیا لیکن بعد میں عتبہ بن ربیعہ، ابو احیحہ اور ابو سفیان نے بنو ہاشم کا ساتھ دینے کا اعلان کر دیا، اس نازک صورتحال میں احلاف کی حالت پتلی ہو گئی اور جب صورتحال متوازن ہوئی تو انہوں نے دونوں کو ایک معاہدے پر راضی کر لیا[3]۔ چنانچہ ظاہر ہوتا ہے کہ بنو امیہ اتنے طاقتور تھے کہ ایک گروہ کو دوسرے کے خلاف استعمال کر سکیں اور پھر دونوں کو ایک راضی نامے پر مجبور کر سکیں، چنانچہ انہوں نے مکہ میں ایسی بالا حیثیت اختیار کر لی تھی کہ جو اپنے مفادات کے لیے کچھ بھی کرنے صلاحیت رکھتے تھے اور یہ مکہ کے مضبوط ترین تجارتی گروہ کے مفادات تھے۔ بنو امیہ نے حیرہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف جنگ میں اپنا یہ قائدانہ کردار بھرپور طریقے سے نبھایا۔ ان جنگوں کا آغاز براد بن قیس بن رافع کی طرف سے کیا گیا۔ براد پہلے بنو سہم کا

---

(1)۔ نفس مصدر، ص88، البلاذری، انساب الاشراف، 1:69، 71۔

(2)۔ ابن حبیب، کتاب المنمق، ص130 سے آگے

(3)۔ نفس مصدر، ص66، 54۔

حلیف تھا لیکن بعد میں وہ حرب بن امیہ کا حلیف بن گیا۔ بعد میں وہ یمن جا کر ایک سال وہاں رہا، پھر وہ حیرہ گیا اور نعمان بن المنذر کو سوق عکاظ میں لے جانے کے لیے اس کے سالانہ کاروان تجارت (لطیمہ) کی تیاری کے لیے اپنی خدمات پیش کیں۔ نعمان نے اسے نظر انداز کر کے بنو کلب کے ایک شخص عروہ بن عتبہ کا تقرر کیا۔ بتایا جاتا ہے کہ براد قافلے کی نقل و حرکت دیکھتا رہا اور جب قافلہ 'دوین الجریب' کے مقام پر پہنچا تو براد نے عتبہ کو اس کے چرمی خیمے میں قتل کر دیا۔ براد نے بشر بن خازم کو کہلا بھیجا کہ وہ مکہ جا کر معززین مکہ حرب بن امیہ، عبد اللہ بن جدعان نوفل بن مغیرہ اور ہشام بن معاویہ کو اس کی خبر کرے۔ اس پیغام رسانی سے اہل مکہ دشمنوں کو اس واقعہ کی خبر ہونے سے پہلے حدود حرم میں داخل ہو گئے۔ براد کے عمل سے گمان ہوتا ہے کہ شاید حرب بن امیہ کو اس منصوبے کا پہلے سے علم ہو۔ اس کا اظہار اس بات سے ہوتا ہے کہ براد نے اس واقعہ کے بعد فوری طور پر اپنے اتحادی اور مکہ کے بااثر تاجروں کو آگاہ کیا۔ اگر حرب کا ارادہ حیرہ کے ساتھ جنگ کا نہ ہوتا تو وہ براد کو اس کے حال پر چھوڑ کر اس سے علیحدگی کا اعلان کر دیتا جبکہ اس کے برعکس حرب اور دوسرے مکی تاجروں نے فوراً پیش آمدہ ممکنہ جنگ کی تیاری شروع کر دی۔ بنو امیہ کا جنگ میں پیش کردہ نمایاں کردار ظاہر کرتا ہے کہ فتح انہی کی بدولت ممکن ہوئی تھی۔ مکہ میں مطیبون کی علامت کے طور پر ان کا وجود اپنی ذات میں طاقت کا محور بن چکا تھا۔ چنانچہ فجار کی جنگ میں فتح سے مکہ کے اندر ان کی حیثیت مزید مستحکم ہو گئی۔

حلف الفضول کی بنیاد:

مطیبون کے باقی قبائل، بنو ہاشم، بنو زہرہ اور بنو تیم عبد اللہ بن جدعان کے گھر میں 'حلف الفضول' کی بنیاد رکھنے پر مجبور ہو گئے۔ جس میں عبد اللہ ایک میزبان تھا، شریک معاہدہ نہ تھا۔ عبد اللہ بن جدعان، بنو امیہ اور بنو نوفل میں سے کوئی بھی اس معاہدے کا حصہ نہ بنا[1]۔ حلف الفضول کا یہ معاہدہ عبد المطلب کے خزاعہ کے ساتھ معاہدے سے بالکل جداگانہ ایک معاہدہ تھا۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ بنو ہاشم مکہ میں سیاسی اور اقتصادی طاقت کے محور میں محدود پیمانے پر شامل تھے۔ عمومی تصور تو یہ ہے کہ اس معاہدے میں موجود فضل نامی لوگوں اور بنو ہاشم کی موجودگی کی وجہ سے اسے حلف الفضول کہا جاتا ہے لیکن قریش (بنو امیہ) کہتے کہ یہ ہم سے باہر ہیں (ان قریشا قالت ھٰذا فضول منھم)[2]۔

(1)۔ابن حبیب، کتاب المنمق، ص45 سے آگے، 340 سے آگے۔
Watt, Muhammad at Mecca, p. 1

(2)۔ابن حبیب، کتاب المنمق، ص341، احمد بن ابی یعقوب، (1960)، تاریخ الیعقوبی، بیروت، دار صادر، ص11، 18۔
Watt, Muhammad at Mecca, p. 6

بنو امیہ کی حکمت عملی:

بنو ہاشم کو طاقت کی سیاست سے باہر نکالنے کے بعد بنو امیہ بنو مخزوم کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب محمد ﷺ مکہ میں تبلیغی فریضہ سر انجام دے رہے تھے تو اس وقت ابو سفیان اور ابو جہل مکہ میں اپنی سرداری کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ اسی کشمکش نے محمد ﷺ کے لیے یثرب کی طرف ہجرت (622ء) سے پہلے مکہ میں سرداروں کی سرداری کو چیلنج کرنا ممکن بنائے رکھا۔ 2 ہجری میں بدر کے مقام پر اہل مکہ کی شکست، قریش خصوصا بنو مخزوم کے لیے بڑی تباہ کن تھی کیونکہ ابو جہل اس لڑائی میں مارا گیا۔ اس نقصان میں اضافہ اس واقعہ سے ہوا کہ بنو مخزوم کے ایک آدمی نے دوس قبیلے کے سردار اور ابوسفیان کے حلیف ابو ازیہر کو قتل کر ڈالا۔ یزید بن ابی سفیان نے اپنے والد کی غیر موجودگی میں جو اس وقت ذوالمجاز کی منڈی میں کاروباری مصروفیت میں تھا، فورا بنو امیہ اور اپنے اتحادیوں کو اپنے والد کی عزت پر حملے کا بدلہ لینے کے لیے متحرک کیا۔ ابو سفیان کو جیسے ہی حملے کا پتہ چلا تو وہ فورا اس صورتحال سے نمٹنے کے لیے مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے لواء جنگ اپنے ہاتھ میں لیا اور اس صورت حال پر قابو پانے میں کامیاب ہو گیا۔ ابو سفیان نے اپنے خاندان کے بااثر لوگوں کو عملی قدم اٹھانے کی خاطر مشاورت کے لیے جمع کیا۔ اس مجلس میں ابوسفیان نے جنگ کی بجائے سیاسی حکمت عملی پر سب کو متفق کر لیا۔ ابو سفیان نے دو سو اونٹنیوں کے ساتھ (مروجہ دیت سے دوگنا) ایک وفد کو ابو ازیہر کے خاندان کی طرف بھیجا جو کہ بحیثیت حلیف اس کی ذمہ داری تھی۔ دوس قبیلے نے اس کو قبول کر لیا اور اب وہ بنو مخزوم سے بدلہ لینے میں آزاد تھے۔ اس کے بعد دوسیوں نے کئی مرتبہ مخزومی تجارتی قافلوں پر حملہ کیا اور بدلے میں کئی مخزومیوں کو مار ڈالا۔ آخر کار مخزومی خراج کے طور پر انہیں سالانہ رقم کی ادائیگی کرنے پر مجبور ہو گئے[1]۔ چنانچہ ابو جہل کے قتل اور دوسیوں کے ہاتھوں تجارتی نقصان نے مخزومیوں کو مکہ کی سیاست سے بے دخل کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں ابو سفیان کو مکہ میں بلا شرکت غیرے (یقینا اس کو اپنے قبیلے کے دیگر افراد کی حمایت حاصل تھی) اقتدار حاصل ہو گیا۔ ابو سفیان نے ہی بعد میں مسلمانوں کے خلاف ہونے والی احد اور خندق کی جنگوں میں قریش کی قیادت کی۔ ابو سفیان ہی نے 8 ہجری میں محمد ﷺ کے ساتھ اہل مکہ کی طرف سے بات چیت کی۔ حالات ظاہر کرتے ہیں کہ مکہ میں بتدریج بنو امیہ ہی طاقت وسیاست اور تجارت میں مرکزی حیثیت اختیار کر چکے تھے اور ان کا سردار ہی مکہ کا سردار تھا۔

(1)۔ ابن حبیب،، کتاب المنمق فی اخبار قریش، ص244 سے آگے؛ البلاذری، انساب الاشراف، 1/ 135

حاصل کلام

- مکہ شہر اگرچہ اہم تجارتی شاہراہ پر تھا مگر ابتدائی طور پر حرم ہونے کے علاوہ محض ایک تجارتی منزل تھا۔
- بنو جرہم کے مکہ سے انخلا کے بعد بنو خزاعہ مکی سیاست میں غالب رہے لیکن قصی نے مکہ کو خزاعہ سے چھین کر قریش کو قیادت بخشی اور پھر اپنے حسن تدبیر سے اسے باقاعدہ ریاستی شکل دی۔
- ابتدا میں مکی تجارت انتہائی کمزور تھی، پھر تجارت اور سیاسی مفادات کے لیے کئی طرح کے معاہدات کئے گئے، جس کے دور رس اثرات مرتب ہوئے۔
- ہاشم نے بالخصوص اور اس کے ساتھ اس کے بھائیوں اور بیٹے عبدالمطلب نے قریشی تجارت کو بین الاقوامی درجہ دے دیا۔ جو معاہدات کے ذریعے ممکن ہوا۔
- بیرونی قبائل /ممالک کے ساتھ معاہدات کے علاوہ اندرون شہر بھی کئی طرح کے معاہدات کے ذریعہ سماجی توازن پیدا کیا جاتا۔
- مکہ میں موجود قبائل کے درمیان طاقت کا توازن اور باہمی تعلقات میں اتار چڑھاؤ جاری رہتا تھا نیز ولاء کی بدولت مکی سماج میں تبدیلیاں رونما ہوتیں۔
- بنو ہاشم اجتماعی فائدے کی خاطر تو کوشاں تھے لیکن مکی سیاسی سرگرمیوں میں حصول اقتدار کے لیے ان کا کردار بہت کم تھا۔
- نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت کے وقت بنو امیہ اور بنو مخزوم مکی معاشرے کی قیادت کے حصول کے لیے ایک دوسرے کے مد مقابل تھے۔
- بنو امیہ نے نہایت ہوشیاری سے رفتہ رفتہ اپنا اثر مکہ کے اندر اور باہر قائم کر لیا تھا۔
- فتح مکہ تک مکہ میں بنو امیہ ہی اہم امور میں قائد تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆